بسم اللہ الرحمن الرحیم

احرام باندھنے کے بعد جس کو حج یا عمرے سے روک دیا جائے، اس کے لیے کیا حکم ہے؟ تفصیلی فتوی

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ محصر شخص اگر قربانی نہ کرسکتا ہو، توکیا وہ قربانی کے بدلے صدقہ دے سکتا ہے، یا روزے رکھ سکتا ہے؟

جواب

مُحصَر شخص کواِحرام سے باہر ہونے کے لیے حدودِ حرم میں قربانی کرنا لازم ہوتا ہے۔ اگر مُحصَر شخص قربانی کرنے سے عاجز ہو، یوں کہ وہ فقیر ہو اور اُس کے پاس اتنا مال ہی نہ ہو جس سے وہ قربانی کرسکے یا مال تو ہو، لیکن کوئی ایسا باعتماد شخص میسر نہ ہو، جسے رقم دے کر حدودِ حرم میں قربانی کرواسکے، تو ایسی صورت میں وہ اِحرام ہی میں رہے گا، یہاں تک کہ قربانی کرلے، یا مکہ مکرمہ پہنچ کر افعالِ حج یا افعالِ عمرہ ادا کرکے احرام سے باہر ہو۔ قربانی کے بدلے صدقہ دینا یا روزہ رکھنا کافی نہیں ہوگا اور وہ احرام سے باہر نہیں ہوگا۔ یہی امام اعظم، امام محمد اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہم کا مؤقف ہے۔ کتب فقہ و مناسک میں اِسے ہی احناف کا **مشہور و معروف اور معتمد** مذہب بیان کیا گیا ہے۔

احصار میں صدقہ کرنے اور روزے سے احرام سے باہر نہیں ہوگا، یہاں تک کہ قربانی کرلے، یا افعالِ حج و افعالِ عمرہ کی ادائیگی کرلے، یہی احناف کا مشہور قول ہے، چنانچہ *تحفۃ الفقہاء* میں ہے: ”أن المحصر إذا لم يجد الهدي ولا ثمن الهدي لا يحل بالإطعام والصوم بل يبقى محرما إلى أن يجد الهدي فيذبح عنه في الحرم بأمره أو متى زال الإحصار فيذهب إلى مكة فيحج إن بقي وقت الحج وإن فات وقت الحج فيتحلل بأفعال العمرة هذا **هو المشهور من قولنا** وقال عطاء بن أبي رباح يحل بالإطعام ثم بالصوم بأن يقوم الهدي طعاما فيتصدق به على المساكين وإن لم يجد الطعام يصوم لكل نصف صاع يوما وبه أخذ أبو يوسف في رواية وقال الشافعي في قول يحل بالصوم ويصوم ثلاثة أيام في الحج ويصوم سبعة أيام بعدها كما في المتمتع والقارن“ *ترجمہ*: بے شک محصر اگر قربانی نہ پائے اور اس کی قیمت بھی نہ پائے تو وہ کھانا کھلانے اور روزے رکھنے کے ذریعے حلال نہیں ہوگا، بلکہ وہ اسی حالتِ احرام میں رہے گا یہاں تک کہ قربانی مل جائے، پھر اس کے حکم سے حرم میں ذبح کی جائے، یا جب رکاوٹ ختم ہوجائے تو وہ مکہ چلا جائے اور اگر حج کا وقت باقی ہو تو حج کرے، اور اگر حج کا وقت فوت ہوجائے تو عمرہ کے افعال کے ذریعے حلال ہوجائے۔ یہی ہمارے احناف کا مشہور قول ہے۔ اور عطاء بن ابی رباح فرماتے ہیں کہ وہ کھانا کھلانے کے ذریعے حلال ہوجائے گا، پھر روزے کے

ذریعے، اس طرح کہ قربانی کی قیمت لگا کر اسے کھانا بنایا جائے اور مساکین کو صدقہ کیا جائے، اور اگر کھانا بھی نہ ملے تو ہر نصف صاع کے بدلے ایک دن روزہ رکھے۔ اسی کو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت میں اختیار کیا۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک قول یہ ہے کہ وہ روزے کے ذریعے حلال ہوجائے گا، اور وہ حج میں تین دن روزے رکھے گا اور سات دن بعد میں رکھے گا، جیسے متمتع اور قارن کرتے ہیں۔ (تحفۃ الفقھاء، جلد 1، صفحہ 418، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

بسوط سرخسی میں ہے: ”(قال) وإن كان المحصر معسرا لم يحل أبدا إلا بدم لأن الدم متعين لإحلاله بالنص كما أن طواف الزيارة متعين لإحلاله في حق النساء فكما لا يحصل الإحلال بغيره هناك فكذلك هذا، وكان عطاء - رحمه الله تعالى - يقول إذا عجز عن الهدي نظر إلى قيمة الهدي فجعل ذلك طعاما يطعم به المساكين، كل مسكين نصف صاع، أو يصوم مكان طعام كل مسكين يوما فيتحلل به بمنزلة الهدي في جزاء الصيد قال أبو يوسف - رحمه الله تعالى - في الأمالي، وهذا أحب إلي وللشافعي - رحمه الله تعالى - فيه قولان أحدهما هكذا، والثاني أنه إذا عجز عن الهدي صام مكانه عشرة أيام على قياس هدي المتعة لكنا نقول هذا كله قياس المنصوص على المنصوص، ولا يجوز ذلك بل المرجع في كل موضع إلى ما وقع التنصيص عليه، ولا يجوز العدول عنه إلى غيره“ ترجمہ: (فرمایا) اگر محصر تنگ دست ہو تو وہ کسی صورت حلال نہیں ہوگا مگر دم (قربانی) کے ذریعے، کیونکہ نص کے مطابق اس کے حلال ہونے کے لیے دم ہی متعین ہے، جیسے عورتوں کے حق میں حلال ہونے کے لیے طوافِ زیارت متعین ہے، پس جس طرح وہاں اس کے بغیر حلال ہونا حاصل نہیں ہوتا، اسی طرح یہاں بھی نہیں ہوگا۔ اور عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب وہ ہدی (قربانی) سے عاجز ہوجائے تو ہدی کی قیمت کا اندازہ کرے، پھر اس کو کھانے کی شکل میں مساکین کو کھلائے، ہر مسکین کو نصف صاع دے، یا ہر مسکین کے کھانے کے بدلے ایک دن کا روزہ رکھے، تو اس کے ذریعے وہ حلال ہوجائے گا، شکار کے کفارے میں قربانی کے بدلے کی طرح۔ امام ابو یوسف نے "الامالی" میں فرمایا: یہ قول مجھے زیادہ پسند ہے، اور امام شافعی کے بھی اس بارے میں دو قول ہیں: ایک یہی ہے، اور دوسرا یہ کہ جب ہدی سے عاجز ہوجائے تو ہدیٔ تمتع پر قیاس کرتے ہوئے اس کے بدلے دس روزے رکھے گا۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ یہ سب منصوص کو منصوص پر قیاس کرنا ہے، اور یہ جائز نہیں؛ بلکہ ہر مقام میں اسی چیز کی طرف رجوع کیا جائے گا جس پر نص وارد ہوئی ہے، اور اس کو چھوڑ کر کسی اور کی طرف عدول کرنا جائز نہیں۔ (بسوط سرخسی، جلد 4، صفحہ 113، دار المعرفۃ، بیروت)

بدائع الصنائع میں ہے: ”ولو أراد أن يتحلل بالهدي فلم يجد هديا يبعث، ولا ثمنه هل يحل بالصوم ويكون الصوم بدلا عنه؟ قال أبو حنيفة ومحمد: لا يحل بالصوم وليس الصوم بدلا عن هدي المحصر، وهو ظاهر قول أبي يوسف. ويقيم حراما حتى يذبح الهدي عنه في الحرم، أو يذهب إلى مكة فيحل من إحرامه بأفعال العمرة وهو: الطواف بالبيت، والسعي بين الصفا والمروة. ويحلق أو يقصر كما يفعله إذا فاته الحج، وهو: أحد قولي الشافعي. وقال عطاء بن أبي رباح في المحصر لا يجد الهدي: قوم الهدي طعاما وتصدق به على المساكين، فإن لم يكن عنده طعام صام لكل نصف صاع يوما، وهو مروي عن أبي يوسف. وقال الشافعي في قول: إن الهدي للإحصار بدلا، واختلف قوله في ماهية البدل فقال في قول: البدل هو الصوم مثل صوم المتعة، وفي قول: البدل هو الإطعام وهل يقوم الصوم مقامه؟ له فيه قولان: وجه قول من قال: إن له بدلا أن هذا دم يقع به

التحلل، فجاز أن يكون له بدل كدم المتعة. ولنا قوله تعالى {ولا تحلقوا رءوسكم حتى يبلغ الهدي محله} [البقرة:196] أي: حتى يبلغ الهدي محله فيذبح، نهى الله عن حلق الرأس ممدودا إلى غاية ذبح الهدي. والحكم الممدود إلى غاية لا ينتهي قبل وجود الغاية، فيقتضي أن لا يتحلل ما لم يذبح الهدي، سواء صام، أو أطعم، أو لا" ترجمہ: اگر وہ ہدی (قربانی) کے ذریعے حلال ہونا چاہے مگر اسے ایسی قربانی نہ ملے جسے وہ بھیج سکے، اور نہ اس کی قیمت ہو، تو کیا وہ روزے کے ذریعے حلال حاصل ہو سکتا ہے اور کیا روزہ اس کا بدل بنے گا؟ امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں: وہ روزے سے حلال نہیں ہوگا، اور روزہ محصر کے ہدی کا بدل نہیں ہے، اور یہی امام ابو یوسف کے قول کا ظاہر ہے۔ اور وہ بدستور احرام میں رہے گا یہاں تک کہ اس کی طرف سے حرم میں ہدی ذبح کی جائے، یا وہ خود مکہ جا کر عمرہ کے افعال کے ذریعے احرام سے نکلے، اور وہ یہ ہیں: بیت اللہ کا طواف کرنا، صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا، پھر سر منڈوائے یا بال کٹوائے، جیسا کہ وہ اس وقت کرتا ہے جب اس کا حج فوت ہو جائے اور یہی امام شافعی کے دو قولوں میں سے ایک ہے۔ اور عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محصر اگر ہدی نہ پائے تو ہدی کی قیمت کا اندازہ لگا کر اسے کھانے کی صورت میں مسکینوں کو صدقہ کرے، اور اگر اس کے پاس کھانا بھی نہ ہو تو ہر نصف صاع کے بدلے ایک دن روزہ رکھے۔ اور یہ امام ابو یوسف سے بھی مروی ہے اور امام شافعی ایک قول میں فرماتے ہیں کہ احصار کی ہدی کا بدل ہے، لیکن اس بدل کی نوعیت میں ان کا اختلاف ہے: ایک قول میں بدل روزہ ہے، جیسے ہدیٔ تمتع کے روزے، اور ایک قول میں بدل کھانا کھلانا ہے، اور کیا روزہ اس کے قائم مقام ہو سکتا ہے؟ اس میں بھی ان کے دو قول ہیں۔ جن لوگوں نے کہا کہ اس کا بدل ہے، ان کی دلیل یہ ہے کہ یہ ایسا دم ہے جس کے ذریعے حلال ہونا حاصل ہوتا ہے تو جائز ہے کہ اس کا بدل بھی ہو، جیسے دمِ تمتع (سے عاجز ہونے کی صورت میں اس) کا بدل ہوتا ہے۔ اور ہماری دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: "اور اپنے سروں کو نہ منڈواؤ جب تک کہ ہدی اپنی جگہ (حرم) نہ پہنچ جائے" یعنی جب تک ہدی اپنی جگہ پہنچ کر ذبح نہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے سر منڈوانے سے روکا ہے اور اس کو ہدی کے ذبح ہونے تک معلق رکھا ہے۔ اور جو حکم کسی غایت تک معلق کیا جائے وہ اس غایت کے پائے بغیر ختم نہیں ہوتا، لہٰذا اس سے لازم آتا ہے کہ جب تک ہدی ذبح نہ ہو، حلال ہونا حاصل نہیں ہوگا، خواہ وہ روزہ رکھے، یا کھانا کھلائے، یا نہ کھلائے۔ (بدائع الصنائع، جلد 2، صفحہ 180، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

صدقہ اور روزے کا بدل نہ ہونا ہی احناف کا معروف مذہب ہے، چنانچہ فتح القدیر اور لباب المناسک اور اس کی شرح میں ہے: واللفظ للثاني: "(وان عجز المحصر عن الهدى بان لم يجده) أي عينه اصلاً (أو لا يجده ثمنه) أي ولا يكون عنده عينه (أو من يبعث بيده، بقي محرما حتى يجده فيتحلل به، أو يذهب الى مكة فيتحلل بافعال العمرة كالفائت) أما إن استمر لا يقدر على وصول مكة، ولا على الهدي، بقي محرما أبدا، **لا يحل بالصوم ولا بالصدقة، وليسا بدل عن هدي المحصر عند أبي حنيفة ومحمد، وهذا هو المذهب المعروف، وهو ظاهر قول أبي يوسف**، وبنى عليه قوله: (ولا يجزئ عن الهدي بدل لا صوم ولا صدقة) وروي عن أبي يوسف في المحصر أنه إن لم يجد هديا قوم الهدي طعاما، فيتصدق به على كل مسكين نصف صاع، وإن لم يكن عنده طعام صام لكل نصف صاع يوما، فيتحلل به، قال في "الأمالي" وهذا أحب إلى يعني؛ لأن فيه مخلصا عما فيه

الحرج العظیم "ترجمہ : اور اگر محصر قربانی (ہدی) پر قادر نہ ہو اس طرح کہ اسے اصل میں قربانی کا جانور ہی نہ ملے، یا اس کی قیمت نہ ملے، یعنی اس کے پاس اس کی قیمت بھی نہ ہو، اور نہ ہی کوئی ایسا شخص ہو جس کے ہاتھ وہ بھیج سکے، تو وہ بدستور احرام میں رہے گا یہاں تک کہ قربانی حاصل کر لے اور اس کے ذریعے حلال ہو، یا مکہ جا کر عمرہ کے افعال کے ذریعے حلال ہو جائے جیسے فوت ہونے والا (حاجی) کرتا ہے۔ اور اگر وہ مسلسل اس پر قادر نہ ہو کہ مکہ پہنچ سکے اور نہ ہی قربانی پر قادر ہو، تو وہ ہمیشہ احرام ہی میں رہے گا، نہ روزہ کے ذریعے حلال ہو گا اور نہ صدقہ کے ذریعے۔ امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک یہ دونوں (یعنی روزہ اور صدقہ) محصر کی قربانی کا بدل نہیں ہیں، اور یہی معروف مذہب ہے، اور یہی امام ابو یوسف کے قول کا ظاہر بھی ہے، اور اسی پر ان کا یہ قول مبنی ہے کہ: (قربانی کے بدلے میں نہ روزہ کافی ہے اور نہ صدقہ)۔ اور امام ابو یوسف سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ محصر اگر قربانی نہ پائے تو قربانی کی قیمت کا غلے کے ساتھ اندازہ کرے، پھر ہر مسکین کو نصف صاع کے حساب سے صدقہ دے، اور اگر اس کے پاس غلہ بھی نہ ہو تو ہر نصف صاع کے بدلے ایک دن روزہ رکھے، اور اس کے ذریعے احرام سے حلال ہو جائے۔ "الامالی" میں کہا کہ یہی بات مجھے زیادہ پسند ہے؛ کیونکہ اس میں شدید تنگی سے نکلنے کی صورت موجود ہے۔ (لباب المناسک مع شرحہ، صفحہ 592، 593، مطبوعہ مکۃ المکرمۃ)

علامہ ابو البقاء محمد بن احمد ضیاء مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے "البحر العمیق" میں، امام محمد بن مکرم کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے "المسالک فی المناسک" میں اور علامہ علی بن بلبان فارسی رحمۃ اللہ علیہ نے "عمدۃ السالک فی المناسک" میں احناف کے مشہور و معروف مذہب کے مطابق قربانی کے ذریعے ہی احرام سے باہر ہونا بیان کیا ہے اور صدقہ یا روزے کو بدل بیان نہیں کیا۔

چنانچہ بحر العمیق ہے: "**أن التحقق بالدم قبل إتمام موجب الإحرام عرف بالنص بخلاف القياس، فلا يجوز إقامة غيره مقامه بالرأي.** وعن أبي يوسف: إذا لم يجد المحصر الهدي قوم الهدي طعاماً وتصدق به على المساكين، فإن لم يكن عنده طعام عام لكل نصف صاع يوماً، رواه أبو يوسف عن عطاء وهو أحد أقوال الشافعي. وقال في قول: يصوم ككفارة الحلق، وقال في قول يصوم كما في المتعة عشرة أيام، حكى هذه الأقوال عن الشافعي صاحب المجمع وشراح المنظومة كحافظ الدين في المصفى، وصاحب الحقائق، والكرماني، وغيرهم". وفي منسك الطرابلسي قال التمرتاشي: ولو لم يجد شاة بقي محرماً، وقيل: يصوم عشرة أيام ثم يتحلل، وقيل: ثلاثة أيام، وقيل: بازاء أكل نصف صاع من قيمة شاة وسيط يوماً، وكذا ذكر قاضيخان في شرح الجامع الصغير انتهي. **وهذه الأقوال التي ذكرها التمرتاشي وقاضيخان إنما هي أقوال الشافعي كما قدمناه آنفاً، ولم أن من عزاها إلى أصحابنا. والمذهب: ان المحصر المعسر لا يحل بالصوم، والله اعلم**" ترجمہ: احرام کے تقاضے کو مکمل کرنے سے پہلے دم (قربانی) کے ذریعے حلال ہونا خلافِ قیاس نص سے ثابت ہے؛ لہٰذا رائے کے ذریعے کسی اور چیز کو اس کے قائم مقام بنانا جائز نہیں۔ اور امام ابو یوسف سے منقول ہے کہ جب محصر کو ہدی نہ ملے تو وہ ہدی کی قیمت کا اندازہ کرے، پھر اس کو کھانے کی صورت میں مساکین پر صدقہ کرے، اور اگر اس کے پاس کھانا بھی نہ ہو تو ہر نصف صاع کے بدلے ایک دن روزہ رکھے۔ عطاء بن ابی رباح سے امام ابو یوسف نے یہی روایت نقل کی ہے، اور یہ امام شافعی کے اقوال میں سے ایک ہے۔ اور ایک قول میں ہے کہ وہ حلق (سر منڈوانے) کے کفارہ کی طرح روزے رکھے، اور ایک قول میں ہے کہ ہدیٔ تمتع کی طرح دس روزے رکھے۔

یہ تمام اقوال امام شافعی سے صاحب مجمع کے مصنف اور منظومہ کے شارحین جیسے حافظ الدین نے اپنی کتاب مصفی میں، اور صاحب حقائق اور امام کرمانی وغیرہ نے نقل کیے ہیں۔ اور "منسک الطرابلسی" ہے کہ امام تمرتاشی نے فرمایا: اگر اسے بکری نہ ملے تو وہ بدستور احرام میں رہے گا، اور ایک قول یہ ہے کہ وہ دس روزے رکھ کر حلال ہوجائے، اور ایک قول یہ ہے کہ تین روزے رکھے، اور ایک قول یہ ہے کہ بکری کی اوسط قیمت کے بدلے ہر نصف صاع کے حساب سے ایک دن روزہ رکھے۔ اسی طرح قاضی خان نے بھی "جامع الصغیر کی شرح" میں ذکر کیا ہے۔ اور یہ تمام اقوال جو امام تمرتاشی اور علامہ قاضی خان نے ذکر کیے ہیں، دراصل امام شافعی ہی کے اقوال ہیں جیسا کہ ابھی ہم نے بیان کیا، اور ہم نے نہیں دیکھا کہ کسی نے انہیں ہمارے (احناف) کے ائمہ کی طرف منسوب کیا ہو۔ اور (احناف کا) مذہب یہ ہے کہ تنگ دست محصر روزے کے ذریعے حلال نہیں ہوگا۔ (البحر العمیق، الباب الخامس عشر فی الاحصار، صفحہ 2102، 2103، مؤسسۃ الریان) (المسالک فی المناسک، جلد 2، صفحہ 950، 951، دار البشائر الاسلامیۃ) (عمدۃ السالک فی المناسک، صفحہ 604، دار اللباب)

احصار میں صدقہ یا روزہ قربانی کا بدل نہیں، یہی احناف کا معتمد مذہب بھی ہے، چنانچہ موسوعہ فقہیہ کویتیہ میں ہے: ”وقال أبو حنيفة و محمد، و هو قول عند الشافعية **وهو المعتمد في المذهب الحنفي لا بدل للهدي** فإن عجز المنحصر عن الهدي بأن لم يجده، أو لم يجد ثمنه، أو لم يجد من يبعث معه الهدي إلى الحرم بقي محرما أبدا، لا يحل بالصوم، ولا بالصدقة، وليسا ببدل عن هدي المحصر.“ ترجمہ: اور امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما نے فرمایا، اور یہی شافعیہ کے نزدیک ایک قول ہے، اور یہی مذہبِ حنفی میں معتمد ہے کہ ہدی کا کوئی بدل نہیں ہے۔ پس جو محصر ہدی سے عاجز ہوجائے، اس طرح کہ اسے ہدی نہ ملے، یا اس کی قیمت نہ ملے، یا کوئی ایسا شخص نہ ملے جس کے ساتھ ہدی حرم بھیجے، تو وہ ہمیشہ احرام ہی میں باقی رہے گا، نہ روزے کے ذریعے حلال ہوگا اور نہ صدقہ کے ذریعے، اور یہ دونوں (روزہ اور صدقہ) محصر کے ہدی کا بدل نہیں ہوں گے۔ (موسوعہ فقہیہ کویتیہ، جلد 2، صفحہ 212، دار السلاسل-الکویت)

در مختار میں ہے: ”فإن لم يجد بقي محرما حين يجد أو يتحلل بطواف وعن الثاني أنه يقوم الدم بالطعام ويتصدق به فإن لم يجد صام عن كل نصف صاع يوما“ ترجمہ: پھر اگر اسے (ہدی) نہ ملے تو وہ بدستور احرام میں رہے گا یہاں تک کہ اسے (ہدی) مل جائے، یا طواف کے ذریعے حلال ہوگا۔ اور امام ابو یوسف کے قول کے مطابق وہ دم کی قیمت کا اندازہ لگا کر اسے کھانے (طعام) میں تبدیل کرے اور مساکین پر صدقہ کرے، اور اگر طعام بھی نہ پائے تو ہر نصف صاع کے بدلے ایک دن روزہ رکھے۔ (در مختار، جلد 4، صفحہ 7، دار المعرفۃ، بیروت)

صاحبِ فتح القدیر علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے صدقہ یا روزہ رکھنے والے قول کو اس بنیاد پر رد کیا کہ وہ نص کے خلاف ایک قیاس ہے حالانکہ اس مسئلہ میں نص موجود ہے اور وہ قرآن پاک کی یہ آیت مبارکہ ہے: ”فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَیْسَرَ مِنَ الْهَدْیِ ۚ وَ لَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى یَبْلُغَ الْهَدْیُ مَحِلَّهٗ“ ترجمہ کنز العرفان: پھر اگر تمہیں (مکہ سے) روک دیا

جائے تو (حرم میں) قربانی کا جانور بھیجو جو میسر آئے اور اپنے سر نہ منڈاؤ جب تک قربانی اپنے ٹھکانے پر نہ پہنچ جائے۔ (پارہ 2، سورۃ البقرۃ: 196)

لہذا قیاس کو قبول نہیں کیا جائے گا۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی در المختار میں اسی کو نقل کر کے برقرار رکھا۔ لیکن علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کی تائید میں فرمایا:

اولاً: اگر محصر قربانی نہ کر سکے تو کیا حکم ہے؟ اس مسئلے میں تو سرے سے قرآن و سنت سے کوئی صریح نص موجود ہی نہیں، اس لیے اسے نص کے خلاف قیاس کہنا درست نہیں۔

ثانیاً: جب اس مسئلے پر نص موجود نہیں اور اُسے جن مسائل پر قیاس کیا ہے ان کے بارے میں شرعی حکم موجود ہے، جیسے: شکارِ حرم کا کفارہ حلق بعذر کا کفارہ اور قارن و متمتع کے قربانی پر قادر نہ ہونے پر کفارہ۔ تو اب ایسے قیاس کو ضرور قبول کیا جائے گا، اسے رد نہیں کیا جاسکتا۔

ثالثاً: ایسا قیاس رد بھی کیسے ہو سکتا ہے جبکہ یہ کسی عام فقیہ کا قیاس نہیں ہے، بلکہ یہ ایسے مجتہدین کا اجتہاد ہے جو اصولِ دین کے قواعد سے واقف ہیں، جیسے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ، اور ان کی تائید امام شافعی نے بھی کی ہے۔

عبارات ملاحظہ ہوں:

چنانچہ صاحب فتح القدیر نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کو نص کے خلاف کہہ کر رد کر دیا۔ فرمایا: "قلنا: هذا قياس يخالف النص في عين المقيس فلا يقبل" ترجمہ: ہم نے کہا کہ یہ ایسا قیاس ہے جو عین مقیس میں نص کے خلاف ہے، لہذا اسے قبول نہیں کیا جائے گا۔ (فتح القدیر، جلد 3، صفحہ 127، مطبوعہ مصر)

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو برقرار رکھا اور اس پر کچھ کلام نہ کیا، چنانچہ در مختار کی عبارت "وعن الثانی" کے تحت فرمایا: "رده في الفتح بأنه مخالف للنص" ترجمہ: اس کو فتح القدیر میں نص کے مخالف کہہ کر رد فرما دیا۔ (رد المحتار، جلد 4، صفحہ 7، دار المعرفۃ، بیروت)

علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے "المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط" میں صاحب فتح القدیر کی اس بات کی مخالفت کرتے ہوئے تفصیلاً کلام کیا اور فرمایا کہ یہ نص کے مخالف کیسے ہو سکتا ہے، جبکہ خاص عین مقیس میں کتاب و سنت سے کوئی نص موجود ہی نہیں۔ چنانچہ فرمایا: قلت: لا نص في المسألة عن الشارع، لا من الكتاب ولا من السنة، والمقيس عليه موجود في الشريعة، وهو كفارة صيد الحرم بطريق التخيير، و كفارة الحلق بعذر على الترتيب، فيقبل و كيف لا يقبل، وهو اجتهاد بعض المجتهدين المطلعين على قواعد أصول الدين، كأبي يوسف وقد تبعه الشافعي أيضا مع جلالته، ففي "المرغيناني" و "التحفة": عند الشافعي يصوم عشرة أيام، وهذا قول أبي يوسف آخرا، أقول ولعلهما قاسا على من لم يجد الهدي، ممن كان قارنا أو متمتعا، كما نزل به القرآن أيضا، والحاصل أن هذا وجه ما قيل يصوم عشرة أيام، ثم يتحلل، وقياس كفارة الحلق بعذر وجه ما قيل: يصوم ثلاثة أيام، و كفارة صيد الحرم وجه ما قيل يصوم بإزاء كل نصف صاع يوما، فلكل وجهة وطريقة غير خارجة

عن قواعد الشريعة، فكن متأدبا في حق الأئمة، ولا تقس المملوك بالصعلوك في غمة السلوك" ترجمہ: میں کہتا ہوں: اس مسئلہ میں شارع کی طرف سے کوئی نص نہیں، نہ کتاب میں اور نہ سنت میں، البتہ جس پر قیاس کیا گیا ہے وہ شریعت میں موجود ہے، جیسے حرم کے شکار کا کفارہ جس میں اختیار ہوتا ہے، اور عذر کے ساتھ سر منڈانے کا کفارہ جس میں ترتیب ہوتی ہے، لہٰذا یہ قیاس قابلِ قبول ہے۔ اور کیوں نہ قابلِ قبول ہو، جبکہ یہ بعض ایسے مجتہدین کا اجتہاد ہے جو اصولِ دین کے قواعد سے واقف ہیں، جیسے امام ابو یوسف، اور امام شافعی نے بھی اپنی جلالتِ شان کے باوجود ان کی پیروی کی ہے۔ چنانچہ "المرغینانی" اور "التحفہ" میں ہے کہ امام شافعی کے نزدیک دس دن روزہ رکھے گا، اور یہ امام ابو یوسف کا آخری قول بھی ہے۔ میں کہتا ہوں: غالباً دونوں (امام ابو یوسف اور امام شافعی) نے اس شخص پر قیاس کیا ہے جو قربانی نہ پائے، جبکہ وہ قارن یا متمتع ہو، جیسا کہ قرآن میں بھی اس کا حکم نازل ہوا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ دس دن روزہ رکھنے اور پھر احرام سے نکلنے کی جو بات کہی گئی ہے، اس کی یہی وجہ ہے۔ اور عذر کے ساتھ سر منڈانے کا کفارہ پر قیاس کی بنا پر یہ کہا گیا کہ تین دن روزہ رکھے، اور حرم کے شکار کے کفارہ پر قیاس کی بنا پر یہ کہا گیا کہ ہر نصف صاع کے بدلے ایک دن روزہ رکھے۔ پس ہر ایک کی ایک جہت اور طریقہ ہے جو شریعت کے قواعد سے باہر نہیں۔ لہٰذا ائمہ کے حق میں ادب اختیار کرو اور غلام کو فقیر کے ساتھ مشقت کے وقت قیاس نہ کرو۔ (لباب المناسک مع شرحہ، صفحہ 592، 593، مطبوعہ مکۃ المکرمۃ)

علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ بحث کو علامہ عابد سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے "طوالع الانوار شرح درمختار" (جلد 4، صفحہ 329، مخطوط) میں برقرار رکھا ہے۔ چنانچہ حاشیہ ارشاد الساری میں فرمایا: "وقوله: (قلت: لا نص) هذا قول العلامة القاري، وقد اقره العلامة السندي في طوالع الانوار كما ذكره العلامة الرافعي" ترجمہ: اور ان کا یہ قول: (میں نے کہا: کوئی نص نہیں) یہ علامہ قاری کا قول ہے، اور علامہ سندی نے بھی "طوالع الانوار" میں اس کو برقرار رکھا ہے، جیسا کہ علامہ رافعی نے ذکر کیا ہے۔ (ارشاد الساری، صفحہ 593، مطبوعہ مکۃ المکرمۃ)

بہر حال کتب فقہ و کتب مناسک میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے قربانی کے بدلے میں صدقے اور روزے والا قول نقل کیا گیا ہے لیکن اس پر برَبنائے ضرورت فتوی دینے اور عمل کرنے کا کوئی واضح حکم نہیں۔ ہاں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے قربانی سے عاجز محصر شخص کو حرج عظیم سے بچانے کے لئے امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول کی تائید کرتے ہوئے اس کی طرف اپنا میلان ظاہر کیا ہے۔

ہمارا فتوی وہی ہے جو احناف کا معتمد قول ہے، البتہ امام ابو یوسف کے دوسرے قول کی تفصیل اس لئے بیان کی ہے کہ مستقبل میں شاید کسی بڑے معاملے کے وقت اس پر عمل کی ضرورت پڑے اور ویسے ماضی قریب میں چند حنفی فقہاء اس کے مطابق فتوی دے چکے ہیں۔

اسی قول کی مزید تفصیل بھی یہاں ذکر کی جاتی ہے اور وہ یہ کہ حضرت عطا بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ سے اِحصار میں قربانی سے عاجز ہونے کی صورت میں قربانی کے بدلے دس (10) دن کے روزے رکھنے کا قول بھی مروی ہے، اور اسے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا آخری قول بھی بیان کیا گیا ہے۔ جانور کی قیمت کا صدقہ فطر سے اندازہ کرکے پھر ہر صدقہ فطر کے بدلے ایک روزہ رکھنے والے قول کے

مقابلے میں دس دن کے روزے رکھنے والے قول پر عمل کرنے میں مزید آسانی ہے۔ لہذا اگر کوئی جانور کی قیمت کے مطابق صدقہ فطر کا اندازہ کرکے ہر مسکین کو ایک صدقہ فطر، یا اس کی قیمت ادا نہ کرسکتا ہو تو دس دن کے روزے رکھ کر بھی احرام سے باہر ہونے کی گنجائش ہوگی۔

چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے: "عن ابن جریج عن عطاء قال: یصوم عشرة أیام" ترجمہ: ابن جریج سے روایت ہے، وہ عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: وہ (یعنی قربانی سے عاجز محصر شخص) دس دن روزے رکھے گا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 277، رقم الحدیث: 14169، مطبوعۃ المدینۃ المنورۃ)

علامہ علی بن حسین سغدی رحمۃ اللہ علیہ "النتف فی الفتاوی" میں لکھتے ہیں: "اذا لم يقدر على الهدى بقي على احرامه في قول الفقهاء وفي قول عطاء بن ابي رباح يصوم عشرة أيام ويحل" ترجمہ: اگر وہ ہدی پر قادر نہ ہو تو فقہاء کے قول کے مطابق وہ اپنے احرام میں باقی رہے گا، اور عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق وہ دس دن روزے رکھے گا اور حلال ہوجائے گا۔ (النتف فی الفتاوی، جلد 1، صفحہ 214، مؤسسۃ الرسالۃ- بیروت)

علامہ بدالدین محمود بن احمد عینی رحمۃ اللہ علیہ "البنایۃ شرح الہدایہ" میں لکھتے ہیں: "إذا لم يجد هديًا يبقى محرمًا، ولا بدل له عندنا، وبه قال الشافعي، ومالك - رحمهما الله - في أحد قوليه. وفي قول آخر: يصوم عشرة أيام، وهو قول أحمد وأشهب - رحمهما الله -. وفي "المرغيناني"، و"التحفة": هو قول أبي يوسف رحمه الله آخرًا. وكان عطاء رحمه الله يقول: إذا عجز عن الهدي نظر إلى قيمته فيطعم بذلك كل مسكين نصف صاع من بر أو يصوم، وقال أبو يوسف في "الأمالي": وهذا أحب إلي" ترجمہ: اگر (محصر) ہدی نہ پائے تو وہ محرم ہی رہے گا، اور ہمارے نزدیک اس کا کوئی بدل نہیں، اور یہی امام شافعی اور امام مالک رحمہما اللہ نے دو قولوں میں سے ایک قول میں فرمایا۔ اور دوسرے قول میں ہے کہ وہ دس دن روزے رکھے گا، اور یہی امام احمد بن حنبل اور اشہب بن عبدالعزیز رحمہما اللہ کا قول ہے۔ اور "مرغینانی" اور "تحفہ" میں ہے کہ یہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا آخری قول ہے۔ اور عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ جب وہ ہدی سے عاجز ہوجائے تو اس کی قیمت کا اندازہ کرے، پھر اس کے بدلے ہر مسکین کو آدھا صاع گندم کھلائے یا روزے رکھے۔ اور امام ابو یوسف نے "الامالی" میں کہا: یہی بات مجھے زیادہ پسند ہے۔ (البنایہ شرح الھدایہ، جلد 4، صفحہ 437، دار الکتب العلمیۃ- بیروت)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: FAM-1171

تاریخ اجراء: 06ذی القعدۃ الحرام 1447ھ/24اپریل 2026ء